سلسلہ مواعظ حسنہ
نمبر ۲

فضائلِ توبہ

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ گلشن اقبال کراچی

سلسلہ مواعظ حسنہ نمبر ۲

فضائلِ توبہ

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ
حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حسبِ ہدایت وارشاد

حلیم الامت حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد مظہر صاحب دامت برکاتہم

www.khanqah.org

بہ فیضِ صحبتِ ابرار یہ دردِ محبت ہے
بہ اُمّیدِ نصیحت دوستو اسکی اشاعت ہے

محبت تیرا صدقہ ہے ثمر ہیں تیرے نازوں کے
یہ میں جو نشر کرتا ہوں خزانے تیرے رازوں کے

انتساب

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کے ارشاد کے مطابق حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی جملہ تصانیف و تالیفات

محی السنہ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرت اقدس مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کی

صحبتوں کے فیوض و برکات کا مجموعہ ہیں

www.khanqah.org

ضروری تفصیل

وعظ	: فضائل توبہ
واعظ	: عارف باللہ مجدد زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ
تاریخ وعظ	: ۹ ذی الحجہ ۱۴۰۷ھ مطابق ۳ اگست ۱۹۸۷ء بروز پیر
مقام وعظ	: میدانِ عرفات
تاریخ اشاعت	: ۲۲ ربیع الاوّل ۱۴۳۶ھ مطابق ۱۴ جنوری ۲۰۱۵ء
زیرِ اہتمام	: شعبۂ نشرواشاعت، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ، گلشن اقبال، بلاک ۲، کراچی

پوسٹ بکس:11182 رابطہ:+92.21.34972080 اور +92.316.7771051
ای میل:khanqah.ashrafia@gmail.com

ناشر : کتب خانہ مظہری، گلشن اقبال، بلاک ۲، کراچی، پاکستان

قارئین و محبین سے گزارش

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کراچی اپنی زیرِ نگرانی شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی شائع کردہ تمام کتابوں کی ان کی طرف منسوب ہونے کی ضمانت دیتا ہے۔ خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کی تحریری اجازت کے بغیر شائع ہونے والی کسی بھی تحریر کے مستند اور حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہونے کی ذمہ داری خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کی نہیں۔

اس بات کی حتی الوسع کوشش کی جاتی ہے کہ شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدد زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی کتابوں کی طباعت اور پروف ریڈنگ معیاری ہو۔ الحمدللہ! اس کام کی نگرانی کے لیے خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کے شعبۂ نشرواشاعت میں مختلف علماء اور ماہرین دینی جذبے اور لگن کے ساتھ اپنی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ اس کے باوجود کوئی غلطی نظر آئے تو ازراہ کرم مطلع فرمائیں تاکہ آیندہ اشاعت میں درست ہو کر آپ کے لیے صدقۂ جاریہ ہو سکے۔

(مولانا) محمد اسماعیل
نبیرہ و خلیفہ مُجاز بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ
ناظم شعبۂ نشرواشاعت، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ

www.khanqah.org

پیش لفظ

حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم کا بیان جو ۹ ذی الحجہ ۱۴۰۷؁ھ مطابق ۳۱ اگست ۱۹۸۷؁ء بروز دوشنبہ، بمقام میدانِ عرفات، بوقت گیارہ بجے دن وقوفِ عرفات کے موقع پر ہوا۔

مرتب:

یکے از خدام حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

❖ ❖ ❖ ❖

دُعا

ایسی صُورت جو مجھے آپ سے غافل کردے
اے خدا اس سے بہت دور مرا دل کردے

اپنی رحمت سے تو طوفان کو ساحل کردے
ہر قدم پر تو مرے ساتھ میں منزل کردے

اے خدا دِل پہ مرے فضل وہ نازل کردے
جو مرے دردِ محبت کو بھی کامل کردے

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

www.khanqah.org

فضائل توبہ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَاعْفُ عَنَّا وقفۃ وَاغْفِرْ لَنَا وقفۃ وَارْحَمْنَا وقفۃ اَنْتَ مَوْلٰنَا[۱]

چوں کہ آج یہاں ہم سب کو اللہ تعالیٰ سے معافی اور مغفرت اور رحمت کی درخواست کرنا ہے اور مقصد یہی ہے کہ ہم سب معاف کردیے جائیں۔ اس لیے آج اس آیت کا انتخاب کیا ہے، جس میں اللہ تعالیٰ نے اپنی معافی اور مغفرت اور رحمت عطا فرمانے کا سرکاری مضمون نازل فرمایا ہے اور اپنے بندوں کو ایک دعا سکھائی ہے۔ جب انسان سے کوئی گناہ سرزد ہوتا ہے تو چار گواہ تیار ہوتے ہیں اور چاروں گواہ قرآن سے ثابت ہیں۔

پہلا گواہ زمین ہے:

جس زمین پر انسان سے گناہ سرزد ہوتا ہے وہ زمین گواہ بن جاتی ہے۔ دلیل کیا ہے؟ یَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَھَا[۲] جس دن کہ زمین اپنی خبریں بیان کرے گی۔ سورۂ زلزال کی اس آیت کی تفسیر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے یہ بیان فرمائی کہ زمین کی پشت پر جو اعمال لوگ کرتے ہیں یہ زمین ان کی شہادت دے گی۔[۳]

آج کل ٹیپ ریکارڈر سے اس کا معاملہ بھی صاف ہوگیا، کیوں کہ ٹیپ ریکارڈر میں جو چیزیں لوہا وغیرہ ہیں، وہ زمین کے اندر ہی کی ہیں، لہٰذا زمین میں سب ٹیپ ہوجانا قرین قیاس ہے۔ اور دوسرا گواہ کیا ہے؟

۱؎ البقرۃ:۲۸۶

۲؎ الزلزال:۴

۳؎ التفسیر المظھری:۳۲۲/۱۰،(الزلزال)۴

دوسرا گواہ اعضا ہیں:

اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰۤى اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَاۤ اَيْدِيْهِمْ
وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿٦٥﴾ [۴]

آج کے دن ہم اُن کے منہ پر مہر لگا دیں گے، اور اُن کے ہاتھ ہم سے بات کریں گے، اور اُن کے پاؤں گواہی دیں گے کہ وہ کیا کمائی کیا کرتے تھے۔

جن اعضا سے گناہ ہوئے ہیں وہ اعضا بھی قیامت کے دن گواہی دیں گے۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

چشم گوید کردہ ام غمزہ حرام

آنکھیں گواہی دیں گی کہ اے خدا! ان آنکھوں سے اس نے غلط کام کیا تھا، بدنگاہی کی تھی۔

گوش گوید چیدہ ام سوء الکلام

کان کہیں گے ہم نے غیبتیں سنیں، گانے سنے۔

لب بگوید من چنیں بوسیدہ ام

ہونٹ کہیں گے ہم نے حرام بوسے لیے اور اس قسم کے گناہ کیے۔

دست گوید من چنیں دزدیدہ ام

ہاتھ کہیں گے کہ ہم نے اس طرح چوری کی۔

اسی طرح اگر پاؤں سینما دیکھنے کے لیے گئے تو پاؤں بھی گواہی دیں گے۔ ایسے ہی نیک اعمال کے لیے بھی گواہ بنتے ہیں۔ عرفات و منیٰ، مزدلفہ میں جو کام ہو رہے ہیں اس کے بھی ہمارے گواہ تیار ہو رہے ہیں۔

اور تیسرا گواہ فرشتے ہیں:

كِرَامًا كَاتِبِيْنَ ﴿١١﴾ يَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ ﴿١٢﴾ [۵]

وہ معزّز (فرشتے) لکھنے والے، جو تمہارے سارے کاموں کو جانتے ہیں۔

---

[۴] یٰسٓ:٦٥

[۵] الانفطار:١١،١٢

www.khanqah.org

چوتھا گواہ نامۂ اعمال ہے:

وَ اِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ ﴿۱۰﴾[۶]

اور جب نامۂ اعمال کھول دیے جائیں گے۔

لٰہذا سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب یہ چار گواہ ہمارے اوپر قیامت کے دن پیش ہو جائیں گے تو کیا کرنا چاہیے؟ وہ لوگ جو اپنی جانوں پر ظلم کر چکے اور اپنے خلاف گواہ تیار کر چکے، کیا ان کے لیے کوئی صورت ایسی ہے کہ یہ گواہ قیامت کے دن نہ پیش ہوں اور گواہی ختم ہو جائے؟ لٰہذا سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی ترکیب بھی اُمت کے لیے ارشاد فرمادی یعنی توبہ، جس کے متعلق حدیث شریف نقل کروں گا ان شاء اللہ۔ لیکن توبہ اپنی شرائط کے ساتھ ہو، جس کی تین شرطیں ہیں اللہ کے حقوق میں، اور ایک شرط ہے بندوں کے حقوق میں، اس طرح کل چار شرطیں ہوئیں۔[۷]

اللہ کے حقوق میں پہلی شرط یہ ہے کہ سب سے پہلے تو اس گناہ سے الگ ہو جائے۔ اَنْ یَّقْلَعَ عَنِ الْمَعْصِیَۃِ یہ نہیں کہ حالتِ گناہ میں ہے اور توبہ توبہ کر رہا ہے، جیسا کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ! کیا بے حیائی ہے! کیا عریانی کا زمانہ آگیا ہے! اور خواتین کو دیکھتے بھی جارہے ہیں اور لاحول بھی پڑھتے جارہے ہیں۔ ایسا لاحول ہمارے نفس پر خود لاحول پڑھتا ہے۔ لٰہذا سب سے پہلی شرط یہ ہے کہ گناہ چھوڑ دے۔

دوسری شرط یہ ہے کہ اَنْ یَّنْدَمَ عَلَیْھَا اس گناہ پر دل میں ندامت پیدا ہو جائے۔ ندامت کی تعریف یہ ہے کہ دل میں دکھن اور غم پیدا ہو جائے کہ ہائے! میں نے کیسے یہ نالائقی کرلی؟ ایسے محسن اور پالنے والے مالک کے احسان کا میں نے کیوں حق ادا نہیں کیا؟ حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر دوزخ نہ بھی ہوتی تو بھی بندوں کی شرافت کے خلاف تھا کہ ایسے احسان کرنے والے مالک کی انسان نافرمانی کرے۔ اللہ تعالیٰ کا پیار اور ان کے احسانات ہمارے اوپر اتنے ہیں کہ شرافتِ طبع کا تقاضا یہ تھا کہ ہم

---

۶ التکویر:۱۰

۷ شرح مسلم للنووی:۳۴۶/۲، باب بیان النقصان فی الایمان، دار احیاء التراث، بیروت

ان کو ناراض نہ کرتے۔ سبحان اللہ! یہ محبت کا معاملہ ہے، جیسے کوئی کریم باپ بیٹوں کو ڈنڈا تو نہیں مارتا لیکن اولاد پر اس کے انتہائی احسانات ہیں تو شریف بیٹا یہی کہتا ہے کہ ابّا کو ناراض نہ کرو کہ ہم پر ان کے احسانات بہت ہیں۔

توبہ کی تیسری شرط یہ ہے کہ اَنْ یَّعْزِمَ عَزْمًا جَازِمًا اَنْ لَّا یَعُوْدَ اِلَیْھَا اَبَدًا پختہ عزم کرلے کہ یا اللہ! اب یہ گناہ کبھی نہیں کروں گا۔ دل میں ٹھان لے کہ چاہے جان جاتی رہے، لیکن اب کبھی اس گناہ کے پاس نہ پھٹکوں گا۔ توبہ کرتے وقت پھر گناہ نہ کرنے کا ارادہ پکا ہو۔ اس کے بعد پھر اگر کبھی ٹوٹ جائے تو شکستِ عزم خلافِ عزم نہیں ہے۔ شکستِ عزم اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ عزم ہی نہیں کیا تھا۔ شکستِ ارادہ خلافِ ارادہ نہیں ہے۔ اس وقت ارادہ ہونا چاہیے، بعد میں اگر ٹوٹ جائے تو وہ ارادے کے خلاف نہیں، وہ توبہ قبول ہوگئی، چاہے لاکھ دفعہ ٹوٹ جائے۔

یہ مضمون میں نے ڈھاکہ میں بیان کیا تھا۔ بیان کے بعد ایک صاحب سے کہا کہ سر کے لیے تیل کی ایک شیشی لے آنا لیکن بھولنا مت! تو انہوں نے کہا کہ بھولنے کا ارادہ نہیں ہے۔ مجھے بہت خوشی ہوئی کہ یہ شخص تقریر سمجھ گیا۔ یعنی گناہ نہ کرنے کا جو آج ارادہ کیا ہے کہ اب ہم کبھی نہیں کریں گے، اس ارادے کو توڑنے کا اس وقت ارادہ نہ ہو، بس توبہ کی قبولیت کے لیے اتنا کافی ہے، چاہے شیطان وسوسہ ڈالے کہ تم تو بار بار توبہ توڑتے رہتے ہو۔ تو اس وسوسۂ شکستِ توبہ سے کوئی حرج نہیں، چاہے اپنے ضعفِ بشریت اور زندگی کے بارہا تجربوں سے آپ کو بھی یقین ہو کہ ہم اس عزمِ توبہ پر قائم نہ رہ سکیں گے، لیکن بوقتِ توبہ اس ارادے کو توڑنے کا بس ارادہ نہ ہو تو یہ احساسِ ضعف ہوگا، ارادۂ شکست نہیں ہوگا۔ بندے کو اپنی کمزوری کا احساس ہوتا ہے کہ ہزاروں بار میری نالائقی سے میرے عزائم ٹوٹ چکے ہیں۔ اس وقت اللہ تعالیٰ سے یہی کہہ دے کہ اے اللہ! میں نے جو یہ توبہ کا ارادہ کیا ہے اپنی طاقت کے بھروسہ پر نہیں بلکہ آپ کے بھروسہ پر میں یہ ارادہ کررہا ہوں، ورنہ ؎

یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

وہ کہتا ہے کہ اے اللہ! یہ دست وبازو، یہ میرے ارادے بارہا میرے آزمائے ہوئے ہیں۔ ہم

تو کمزور ہیں اور آپ نے ہم کو ضعیف فرمایا ہے:

وَخُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِيْفًا[۸]

کہ انسان ضعیف ہے، پس جب انسان کا کُل ضعیف ہے تو اس کا جز بھی ضعیف ہو گا، اور ارادہ تو اس کا جز ہے۔ لہٰذا ضعیف چیز کا ٹوٹ جانا عجب نہیں۔ اس لیے حدیث میں آتا ہے کہ اگر کوئی شخص بار بار توبہ کرتا ہے، دل سے ارادہ کرتا ہے کہ آیندہ ہرگز یہ گناہ نہ کروں گا، لیکن پھر ٹوٹ جاتا ہے تو وہ اصرار کرنے والوں میں نہیں ہے، یعنی ضدی نہیں ہے۔ وہ بندہ ضدی نہیں کہلائے گا۔

مَا اَصَرَّ مَنِ اسْتَغْفَرَ وَاِنْ عَادَ فِي الْيَوْمِ سَبْعِيْنَ مَرَّةً[۹]

چناں چہ علامہ آلوسی سید محمود بغدادی رحمۃ اللہ علیہ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا کی تفسیر میں ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک اصرارِ شرعی ہے اور ایک اصرارِ لغوی ہے۔ اصرارِ لغوی یہ ہے کہ مثلاً ایک گناہ دس دفعہ ہو گیا تو یہ شخص لغتاً مُصِر ہے، لیکن اصرارِ شرعی کی تعریف یہ ہے:

اَلْاِقَامَةُ عَلَى الْقَبِيْحِ بِدُوْنِ الْاِسْتِغْفَارِ وَالتَّوْبَةِ[۱۰]

کسی بُرائی پر قائم رہنا بغیر استغفار اور توبہ کے، اور اگر قائم نہیں رہتا توبہ و استغفار کر لیتا ہے تو اگر ہزار دفعہ بھی ہو جائے تو یہ شخص معصیت پر اصرار کرنے والوں میں شمار نہیں ہو گا۔

ارے ہم گناہ کرتے کرتے تھک سکتے ہیں، اللہ تعالیٰ معاف کرتے کرتے نہیں تھک سکتے۔

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے پرانے خلیفہ حضرت ڈاکٹر عبدالحی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ کراچی کے ایک کروڑ یعنی سو لاکھ انسانوں کا پیشاب پاخانہ سمندر میں جاتا ہے، ایک موج آتی ہے اور سب پیشاب پاخانہ کو پاک کر دیتی ہے۔ سمندر ایک مخلوق ہے، اور اس کی ایک موج میں یہ طاقت اللہ نے دی ہے کہ لاکھوں انسانوں کے پیشاب پاخانہ کو پاک کر دیتی ہے اور وہاں کوئی امام نہا کر نماز پڑھادے تو اس کی نماز صحیح ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت

---

۸ النسآء:۲۸

۹ مشکوٰۃ المصابیح:۲۰۴، باب الاستغفار والتوبۃ، المکتبۃ القدیمیۃ

۱۰ روح المعانی:۶۱/۴، دار احیاء التراث، بیروت

www.khanqah.org

کے غیر محدود سمندر کی ایک موج ہمارے گناہوں کو کیسے پاک نہ کردے گی؟

بعض لوگ کہتے ہیں کہ ارے ہم تو بڑے گناہ گار ہیں، ہماری دُعا اللہ کیسے قبول کرے گا؟ بار بار ہماری توبہ ٹوٹ جاتی ہے، اللہ ہم کو کیسے بخشے گا؟ بظاہر تو یہ بڑی تواضع معلوم ہوتی ہے کہ بھائی! اس کو تو بڑا اپنی نالائقی کا احساس ہے، لیکن حکیم الامت مجدد الملت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ صورتاً یہ شخص متواضع ہے، مگر حقیقتاً انتہائی متکبر ہے کہ اپنے گناہوں کو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے عظیم سمجھتا ہے۔ اپنے گناہوں کو اللہ تعالیٰ کی رحمت کی عظمت اور وسعتِ شان سے زیادہ عظمت دے رہا ہے۔ اور اس پر حضرت نے ایک واقعہ بیان فرمایا کہ ایک بیل پر ایک مچھر بیٹھ گیا، جب اڑنے لگا تو کہا کہ بیل رے بیل! مجھے معاف کردینا کہ میں تیرے سینگ پر بے اجازت بیٹھ گیا تھا۔ اس بیل نے کہا کہ مجھے نہ تیرے بیٹھنے کی خبر، نہ تیرے جانے کی خبر، اگر تو نہ بولتا تو مجھے پتا بھی نہ چلتا کہ تو کب بیٹھا اور کب گیا۔ تو فرمایا کہ ہمارے معاصی کے سمندر کا سمندر حق تعالیٰ کی رحمت کے سامنے کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔

اگر شیطان بھی توبہ کرلیتا تو اس کا بھی کام بن جاتا، لیکن حکیم الامت فرماتے ہیں کہ شیطان میں تین عین تھے، ایک عین نہ تھا، عابد کا عین اس میں تھا اور عارف کا عین بھی تھا اور عالم کا عین بھی تھا۔ عالم اتنا بڑا کہ تمام نبیوں کی شریعتوں کے جزئیات اس کو یاد ہیں، کلیات کے ساتھ ساتھ۔ اور عابد اتنا بڑا کہ کوئی زمین اس کے سجدے سے خالی نہیں رہی۔ اور عارف اتنا کہ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِيْمٌ[۱۱] کے موقع پر اللہ تعالیٰ کے عین غضب کی حالت میں دُعا مانگ رہا ہے، کیوں کہ جانتا تھا کہ اللہ تعالیٰ تاثر اور انفعال سے پاک ہیں مغلوب الغضب نہیں ہوتے، اس وقت بھی میری دُعا قبول کرنے پر قادر ہیں۔ اتنی معرفت تھی، لیکن بس عاشق کا عین نہیں تھا اس کے پاس، اگر عاشق کا عین ہوتا تو پھر یہ مردود نہ ہوتا، اگر یہ عاشق ہوتا تو مقابلہ نہ کرتا، بلکہ محبوبِ حقیقی کی ناراضگی سے بے چین ہوکر سجدہ میں گر پڑتا اور وہی کہتا جو آدم علیہ السلام نے کہا تھا یعنی رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا[۱۲] اگر ایسا کرلیتا تو اس کی بھی معافی ہوجاتی۔

علماء نے لکھا ہے کہ جس کے دل میں اللہ کی محبت پیدا ہوجائے وہ مردود نہیں ہوسکتا

---

۱۱ الحجر:۳۴

۱۲ الاعراف:۲۳

www.khanqah.org

کیوں کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

مَنۡ یَّرۡتَدَّ مِنۡکُمۡ عَنۡ دِیۡنِہٖ فَسَوۡفَ یَاۡتِی اللّٰہُ بِقَوۡمٍ یُّحِبُّہُمۡ وَ یُحِبُّوۡنَہٗۤ

جو تم میں سے اپنے دین سے مرتد ہو گا تو مرتدین اور باغین کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ ایک قوم پیدا کریں گے کہ اللہ تعالیٰ ان سے محبت کرے گا اور وہ اللہ تعالیٰ سے محبت کریں گے۔ تو اہل محبت کو مرتدین کے مقابلے میں بیان کیا گیا کہ میں ایسی قوم پیدا کروں گا۔ معلوم ہوا کہ اہل محبت باوفا ہوتے ہیں، اس لیے وہ مردود نہیں ہوسکتے۔

خواجہ صاحب فرماتے ہیں ؎

میں ہوں اور حشر تک اس در کی جبیں سائی ہے
سرِ زاہد نہیں یہ سر سرِ سودائی ہے

یہ عاشقوں کا سر ہے، یہ ملّائے خشک اور زاہدوں کا سر نہیں ہے کہ ان کے در کو چھوڑ دے۔ عاشق کبھی مرتد نہیں ہوتا۔ لہٰذا اس آیت سے علماء نے لکھا ہے کہ اہل محبت کا خاتمہ بھی اچھا ہوتا ہے، کیوں کہ اگر اہل محبت مرتد ہو جاتے اور خاتمہ خراب ہوتا تو اللہ تعالیٰ مرتدوں کے مقابلے میں عاشقوں کا ذکر نہ فرماتے۔ اس لیے حکیم الامت فرماتے ہیں کہ سالکین کو چاہیے کہ اہل محبت کی صحبت میں زیادہ رہا کریں۔

لیکن اہل محبت کی علامت کیا ہے؟ یہ کیسے معلوم ہو کہ اس کے دل میں اللہ کی محبت ہے یا نہیں؟ کیوں کہ ہر شخص دعویٰ کرسکتا تھا کہ میں بھی اللہ کے عاشقوں میں ہوں، تو اللہ تعالیٰ نے اسی آیت کے بعد اپنے عاشقوں کی تین علامات بیان فرمادیں:

اَذِلَّۃٍ عَلَی الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اَعِزَّۃٍ عَلَی الۡکٰفِرِیۡنَ ۫ یُجَاہِدُوۡنَ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ [۱۳]

پہلی علامت ہے کہ جس کے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت ہوتی ہے اَذِلَّۃٍ عَلَی الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اس میں تواضع کی شان پیدا ہو جاتی ہے، ساری اکڑفوں ختم ہو جاتی ہے، تکبر نہیں رہتا، اپنے ہر مسلمان بھائی سے تواضع سے ملتا ہے۔ اس کی دلیل کیا ہے؟

---

[۱۳] المآئدۃ:۵۴

www.khanqah.org

اِنَّ الۡمُلُوۡکَ اِذَا دَخَلُوۡا قَرۡیَۃً اَفۡسَدُوۡھَا وَ جَعَلُوۡۤا اَعِزَّۃَ اَھۡلِھَاۤ اَذِلَّۃً [۱۴]

جب دنیوی بادشاہ اپنے مفتوحہ علاقے میں داخل ہوتے ہیں تو اس کو برباد کردیتے ہیں اور اس کے معزز لوگوں کو گرفتار کرلیتے ہیں۔ مشایخ نے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ تو تمام بادشاہوں کے بادشاہ ہیں، وہ جب کسی قلب میں داخل ہوتے ہیں یعنی جس کے قلب کو اپنی نسبتِ خاص اور تعلق خاص عطا کرتے ہیں تو اس میں تکبر و عجب وغیرہ کے جتنے چوہدری اور سردار اور خان صاحب بیٹھے ہوتے ہیں، سب کو گرفتار کرلیتے ہیں۔ جَعَلُوۡۤا اَعِزَّۃَ اَھۡلِھَاۤ اَذِلَّۃً لٰہذا اس میں اَذِلَّۃٍ عَلَی الۡمُؤۡمِنِیۡنَ کی شان پیدا ہوجاتی ہے، تواضع وفنائیت پیدا ہوجاتی ہے اور تکبر و عجب ختم ہوجاتا ہے۔ میں نے اپنے شیخ حضرت مولانا شاہ عبدالغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ ان کی چال سے بھی فنائیت ظاہر ہوتی تھی۔

اور دوسری علامت کیا ہے؟ اَعِزَّۃٍ عَلَی الۡکٰفِرِیۡنَ (وہ مؤمنین) کافروں کے لیے سخت ہوں گے۔

اور تیسری علامت ہے یُجَاھِدُوۡنَ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ اللہ کے راستے میں مجاہدہ کی مشقت برداشت کرتے ہیں۔ اور مجاہدہ کیا چیز ہے؟ مفسرین نے وَالَّذِیۡنَ جَاھَدُوۡا فِیۡنَا کی آیت کے ذیل میں مجاہدہ کی یہ تفسیر کی ہے:

(۱) اَلَّذِیۡنَ اخۡتَارُوا الۡمَشَقَّۃَ فِی ابۡتِغَاءِ مَرۡضَاتِنَا وَنُصۡرَۃِ دِیۡنِنَا

یعنی جو ہماری رضا کی تلاش میں اور ہمارے دین کی نصرت میں ہر مشقت کو برداشت کرتے ہیں۔

(۲) وَالَّذِیۡنَ اخۡتَارُوا الۡمَشَقَّۃَ فِی امۡتِثَالِ اَوَامِرِنَا

جو میرے احکام کو بجالانے میں ہر تکلیف اُٹھالیتے ہیں۔ وہ بزبانِ حال یہ کہتے ہیں کہ جو کچھ بھی ہو آپ کا حکم ماننا ہے۔

آرزوئیں خون ہوں یا حسرتیں پامال ہوں
اب تو اس دل کو ترے قابل بنانا ہے مجھے

وہ اللہ تعالیٰ کا ہر حکم بجالانے کے لیے ہر مشقت اُٹھالیتے ہیں اور اللہ ان کو اپنی محبت کے نام پر

[۱۴] النمل: ۳۴

طاقت بھی دے دیتا ہے۔ دیکھیے یہاں میدانِ عرفات میں دھوپ ہے، پسینہ نکل رہا ہے، مگر جن کے دل میں اللہ نے اپنی محبت کا درد دیا ہوا ہے وہ اس وقت بھی مست ہیں، وہ اس پسینے پر خوش ہو رہے ہیں کہ شکر ہے کہ ہمارے کچھ پسینے ہی بہہ جائیں، صحابہ کا تو خون بہا تھا۔ بتائیے جنگِ اُحد میں کیا ہوا تھا؟ آج اللہ کا شکر ہے کہ ہم کچھ گرمی کی تکلیف ہی برداشت کرلیں تاکہ کچھ تو ان کے مشابہ ہو جائیں، لہولگا کے اگر شہیدوں میں نام ہو جائے تو غنیمت ہے۔

(۳) اور مجاہدہ کی تیسری تفسیر یہ ہے کہ

وَالَّذِيْنَ اخْتَارُوا الْمَشَقَّةَ فِي الْاِنْتِهَاءِ عَنْ مَّنَاهِيْنَا[۱۵]

یعنی جو لوگ مشقت اختیار کرتے ہیں، تکلیف اُٹھاتے ہیں گناہوں کے چھوڑنے میں۔ اب اگر کوئی شخص کہتا ہے کہ صاحب! نظر بچانے میں، غیبت چھوڑنے میں، گناہ چھوڑنے میں تکلیف ہوتی ہے، تو یہ تکلیف ہی تو برداشت کرنا ہے، جب مجاہدہ نہیں ہو گا تو مشاہدہ کیا ہو گا۔

اَلْمُشَاهَدَةُ بِقَدْرِ الْمُجَاهَدَةِ

جس کا مجاہدہ جس قدر قوی ہو گا اسی قدر اس کا مشاہدہ قوی ہو گا۔

پس محبتِ کاملہ کی علامت یہ ہے کہ ایسا شخص ہر گناہ چھوڑنے کا تہیہ کرلیتا ہے کہ جان رہے یا نہ رہے لیکن اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کروں گا۔ گناہ چھوڑنے میں زیادہ سے زیادہ موت آسکتی ہے، وہ اس کے لیے بھی تیار ہو جاتا ہے۔ پس آہستہ آہستہ سب گناہ چھوڑ دے، اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کی بات چھوڑنا اللہ کی محبت کی دلیل ہے۔

جو شخص گناہ نہیں چھوڑتا اس کی محبت ابھی کامل نہیں ہوئی، اور اگر گناہ کر کے پریشانی بھی نہیں ہوتی تو ایسا شخص ابھی بالکل خام ہے، محبت میں بالکل کچا ہے، کیوں کہ شاعر فانی بدایونی کو اپنی بیوی سے محبت تھی، وہ کہتا ہے ؎

ہم نے فانیؔ ڈوبتے دیکھی ہے نبضِ کائنات
جب مزاجِ یار کچھ برہم نظر آیا مجھے

بزرگوں نے لکھا ہے کہ جب دنیاوی محبت میں پوری دنیا اندھیری ہو جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ کی

۱۵ التفسیر المظھری: ۲۱۱/۷، (العنکبوت) ۶۹

www.khanqah.org

ناراضگی سے ان کے عاشقوں کا کیا حال ہوتا ہوگا؟ اس کو کوئی کیا قیاس کرسکتا ہے۔

ذرا سی چُوک ہوئی تھی، پچاس دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بولنا چھوڑ دیا تھا، تو صحابہ کی پوری دنیا اندھیری ہوگئی تھی اور اللہ تعالیٰ نے ان کے دل کی کیفیت کو قرآن میں نازل فرمایا۔ اگر وہ خود اپنی کیفیت کو بیان کرتے تو تاریخ یہ کہتی کہ اپنے منہ سے تعریف کرلی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ان کی تعریف فرمادی اور قیامت تک کے لیے ان کی محبت پر مہرِ تصدیق ثبت فرمادی کہ یہ میری ناراضگی سے اتنا بے چین ہیں کہ ضَاقَتۡ عَلَيۡهِمُ الۡاَرۡضُ بِمَا رَحُبَتۡ ساری کائنات وسیع ہونے کے باوجود ان پر تنگ ہوچکی ہے۔ وَضَاقَتۡ عَلَيۡهِمۡ اَنۡفُسُهُمۡ[۱۶] اور وہ اپنی جان سے بھی بیزار ہیں، یعنی اپنی زندگی ان کو تلخ ہوچکی۔

معلوم ہوا کہ اتنی پریشانی گناہ کے بعد جس کو نہ ہو اس کو ابھی محبتِ کاملہ کی چاشنی نہیں ملی، ورنہ جس کو اللہ سے صحیح تعلق ہے وہ تو ذرا سے مکروہ سے بھی پریشان ہوجاتا ہے۔ جیسے قطب نما کی سوئی کو ذرا سا ہٹائیے تو مضطرب ہوجاتی ہے اور جب رخ صحیح کرلیتی ہے تو ٹھہر جاتی ہے۔ اسی لیے سکینہ کی تعریف یہ کی گئی ہے:

هِيَ نُوۡرٌ يَّسۡتَقِرُّ فِي الۡقَلۡبِ وَبِهٖ يَثۡبُتُ التَّوَجُّهُ اِلَى الۡحَقِّ[۱۷]

سکینہ ایک نور ہے جو دل میں ٹھہر جاتا ہے اور پھر وہ قلب ہر وقت اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ رہتا ہے۔ دل میں سکینہ آنے کی علامت یہ ہے کہ اس کو اللہ تعالیٰ سے غفلت نہیں ہوسکتی، چاہے وہ بازار میں ہو، چاہے مسجد میں ہو، چاہے بال بچوں میں ہو، کہیں بھی ہو، وہ اللہ سے غافل نہیں ہوسکتا۔ جیسے قطب نما کی سوئی میں مقناطیس کی پالش لگ گئی، ہر وقت مرکز مقناطیس کی طرف متوجہ ہے۔ جس کے دل میں نور کی پالش لگ گئی، اس کے قلب کا رخ ہر وقت اللہ کی طرف درست رہتا ہے۔ اگر کبھی ذرا سا ہٹ جائے تو بے چین ہوجاتا ہے، جب تک قلب کا قبلہ اللہ کی طرف درست نہیں کرلیتا، چین نہیں آتا۔ یعنی اگر اس سے کبھی کوئی ایسا فعل ہوجائے جس کے بارے میں اسے معلوم ہوجائے کہ اللہ تعالیٰ میری اس بات سے راضی نہیں

۱۶؎ التوبۃ:۱۱۸

۱۷؎ روح المعانی:۱۱/۲۵، دار احیاء التراث، بیروت

ہیں تو سجدہ میں سر رکھ کر اشکبار آنکھوں سے سجدہ گاہ کو تر کر کے اپنی مناجات میں اپنا خونِ جگر پیش کر کے اللہ کو راضی نہیں کر لیتا اس وقت تک اسے دنیا کی کوئی نعمت اچھی نہیں معلوم ہوتی، یہ مجبورِ محبت ہو کر رہ جاتا ہے۔ یعنی اگر یہ خدا کو بھلانا بھی چاہے تو بھلانے پر قادر نہیں ہو سکتا۔ اسی کو خواجہ صاحب فرماتے ہیں ؎

بھلاتا ہوں پھر بھی وہ یاد آرہے ہیں

اس کیفیت کو حاصل کرنے کے لیے کیا کرنا ہے؟ بس قلب پر ذکر اللہ کے نور کی پالش لگانا ہے۔ دیکھیے! قطب نما کی سوئی میں مقناطیس کی ذرا سی پالش لگتی ہے تو وہ سوئی مرکز مقناطیس قطب شمالی کی طرف ہر وقت مستقیم رہتی ہے اور لاکھوں ٹن لوہا جس میں مقناطیس کی یہ پالش نہ ہو، اس کی استقامت کو پھیرا جا سکتا ہے، شرق و غرب، شمال و جنوب، جس طرف چاہو اس کا رخ کر لو، لیکن اس سوئی کا رخ آپ نہیں بدل سکتے۔ ایسے ہی یہ چھوٹا سا دل ہے، اگر اس میں اللہ کے ذکر کی برکت سے نور کی پالش لگ جائے تو مرکزِ نور اللہ تعالیٰ کی ذاتِ پاک اس کو ہر وقت اپنی طرف کھینچے رکھتی ہے۔

ہاں تو میں مجاہدہ کی تفسیر عرض کر رہا تھا جو بیان ہو چکی۔ لیکن مجاہدہ کا انعام کیا ہے؟ کہتے ہیں کہ بھائی! مجاہدہ میں تکلیف ہوتی ہے تو کچھ ملنا بھی چاہیے ؎

نعم البدل کو دیکھ کے توبہ کرے گا میر

وہ نعم البدل کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

لَنَهۡدِيَنَّهُمۡ سُبُلَنَا[۱۸]

ضرور ضرور ہم ان کے لیے ہدایت کے دروازے کھول دیں گے۔

مفسرین نے اس کی دو تفسیریں کی ہیں:

(۱) پہلی تفسیر ہے:

لَنَهۡدِيَنَّهُمۡ سُبُلَ السَّيۡرِ اِلَيۡنَا

---

[۱۸] العنکبوت:۶۹

یعنی ہم اپنی ذات کی طرف سیر کے بے شمار دروازے کھول دیں گے۔ سَبِیۡل کی جمع سُبُل ہے اور اللہ تعالیٰ کا جمع محدود نہیں ہوتا، مخلوق کا جمع تو تین عدد سے شروع ہوتا ہے، لیکن یہ اللہ تعالیٰ کا جمع ہے جس کی کوئی حد نہیں۔ جس کے معنیٰ یہ ہوئے کہ ہم ان کے لیے ہدایت کے بے شمار دروازے کھولتے ہیں یعنی ہم اپنی ذات تک ان کو رسائی دیتے ہیں۔

(۲) اور دوسری تفسیر ہے:

وَسُبُلَ الْوُصُوْلِ اِلٰی جَنَابِنَا[۱۹]

اور اپنی بارگاہ تک ان کو واصل کرلیتے ہیں، یعنی واصل باللہ بنادیتے ہیں۔ ایک تو ہے اللہ تک سیر کرنا، اللہ کی طرف چلنا۔ اور ایک ہے حق تعالیٰ کی ذات وصفات میں غور وفکر نصیب ہوکر دربار کے اندر داخل ہوجانا۔ یہ دو چیزیں ہوئیں۔ ایک ہے دربار تک پہنچنا، اور ایک ہے دربار کے اندر داخل ہوکر مشاہدہ کرنا۔ یہ ہے وصول الی اللہ کہ ان کو اپنے وصل تام یعنی قرب تام کی تجلیات سے مشرف فرماتے ہیں۔ اپنے قرب خاص کی لذت چکھاتے ہیں۔ یہ ہے لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا کی تفسیر، کیا عمدہ تفسیر فرمائی ہے۔ علامہ آلوسی صاحبِ نسبت بزرگ تھے۔ ایسے ہی علامہ شامی، یہ لوگ صوفیا تھے، اللہ اللہ کرنے والے تھے، باقاعدہ بیعت تھے۔ اور اِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ کی تفسیر فرماتے ہیں کہ جب اتنا مجاہدہ کروگے پھر ہم تم کو اپنا مخلص قرار دے دیں گے کہ تم ہمارے مخلص ہو، اب ملاوٹ نہیں رہی، اب خالص ہوگئے۔ لہٰذا اب ہم بھی تمہارے ساتھ ہیں۔ ورنہ دیکھیے! حلوہ کھاکر کوئی آپ سے کہہ دے کہ میں آپ کا مخلص دوست ہوں، آپ تسلیم نہیں کرتے، کہتے ہیں کہ ہم تم کو بلوہ سے آزمائیں گے، یعنی کچھ مشقت میں ڈالیں گے۔ جو آپ کے لیے تکلیف اٹھاتا ہے آپ بھی اس کو اپنا مخلص دوست قرار دیتے ہیں۔

(اس مقام پر حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم خواتین کے خیمہ سے وعظ فرماکر واپس تشریف لائے تو حضرت ادباً خاموش ہوگئے۔ وعظ کے لیے جاتے وقت حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب مدظلہٗ ہمارے حضرت سے فرماگئے تھے کہ یہاں مردوں

---

[۱۹] روح المعانی:۲۱/۱۴، دار احیاء التراث، بیروت - التفسیر المظہری:۷/۲۱۶، العنکبوت)۶۹(

میں آپ بیان کریں۔ حضرت نے عرض کیا کہ حضرت! مضمون پورا کردوں؟ تو فرمایا کہ ہاں۔ اور کیا، بات تو پوری ہونی چاہیے۔ اس کے بعد پھر بیان شروع فرمایا۔ جامع)

میں یہ عرض کررہا تھا کہ انسان سے زندگی میں جو گناہ ہوتے ہیں اس پر چار گواہ بن جاتے ہیں اور چاروں گواہوں کو قرآنِ پاک کی نص قطعی سے ثابت کردیا گیا۔

پہلا گواہ:

يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ أَخْبَارَهَا ﴿٤﴾ [٢٠]

ایک گواہ تو زمین ہے جس پر گناہ ہوتے ہیں۔

دوسرا گواہ ہے:

اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰٓى اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَآ اَيْدِيْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿٦٥﴾ [٢١]

جن اعضا سے گناہ صادر ہوتے ہیں وہ شاہد بنتے ہیں۔

تیسرا گواہ صحیفۂ اعمال ہے:

وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ ﴿١٠﴾ [٢٢]

اور جب نامۂ اعمال کھول دیے جائیں گے۔

چوتھا گواہ ہے:

كِرَامًا كَاتِبِيْنَ ﴿١١﴾ يَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ ﴿١٢﴾ [٢٣]

وہ معزّز (فرشتے) لکھنے والے، جو تمہارے سارے کاموں کو جانتے ہیں۔

تو چار گواہ تیار ہوگئے۔ اللہ تعالیٰ نے ہم کو ایک نسخہ بھی بتادیا کہ اگر تم گناہ کرچکے اور چار چار گواہ اس گناہ پر تمہارے خلاف مقرر ہوچکے تو اب تمہاری بگڑی کیسے بنے گی؟ حضور

[٢٠] الزلزال:٤
[٢١] یٰسٓ:٦٥
[٢٢] التکویر:١٠
[٢٣] الانفطار:١١-١٢

www.khanqah.org

صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری بگڑی کے چاروں گواہوں کو ختم کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک کیمیکل عطا فرمادیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کے ذریعے بندوں کو ایک ایسا پاؤڈر دے دیا کہ اگر وہ گناہوں پر چھڑک دیا جائے تو گناہوں کا پتا ہی نہیں چلتا کہ کہاں گئے۔ سب گواہ ختم، ساری رِیل صاف۔ وہ کیا ہے؟

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ''التشرف فی احادیث التصوف'' میں یہ حدیث نقل فرمائی ہے:

اِذَا تَابَ الْعَبْدُ اَنْسَی اللّٰهُ الْحَفَظَةَ ذُنُوْبَهٗ وَاَنْسٰی ذٰلِكَ جَوَارِحَهٗ وَمَعَالِمَهٗ مِنَ الْاَرْضِ حَتّٰی يَلْقَی اللّٰهَ وَلَيْسَ عَلَيْهِ شَاهِدٌ مِّنَ اللّٰهِ بِذَنْبٍ [۲۴]

یعنی بندہ جب توبہ کرلیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہ ملائکہ (کِرَامًا کَاتِبِیْنَ) کو بھی بھلادیتا ہے، اور جن اعضا سے گناہ ہوا تھا، ان اعضا سے بھی بھلادیتا ہے اور جہاں جہاں زمین پر گناہ ہوئے تھے، زمین کے نشانات بھی مٹادیتا ہے، یہاں تک کہ وہ شخص قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملے گا کہ اس کے گناہ پر کوئی گواہی دینے والا نہ ہوگا۔

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کو نقل کرکے فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے گناہوں کو مٹانے کے لیے ملائکہ کو بھی استعمال نہیں کیا بلکہ اپنی طرف نسبت فرمائی کہ اَنْسَی اللّٰهُ یعنی اللہ بھلادے گا۔ اس کا راز کیا ہے؟ تاکہ فرشتے قیامت کے دن طعنہ نہ دے سکیں کہ تم تھے تو نالائق، مگر ہم نے تمہاری خطاؤں کو مٹادیا تھا۔ فرشتوں کے احسان سے اپنے بندوں کو بچالیا اور اپنے غلاموں کی آبرو رکھ لی۔ دنیا میں کوئی ایسا بادشاہ نہیں گزرا جو کسی پھانسی کے مجرم کو معاف کردے اور کہہ دے کہ اس کی جتنی فائلیں ہیں وہ بھی ختم کردو۔ دنیا کے بادشاہ ایسا نہیں کرتے، وہ اگر معاف بھی کرتے ہیں تو ان کے سپریم کورٹ اور ہائی کورٹ کی عدالتوں میں اس کے جرم کا ریکارڈ محفوظ رکھا جاتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ جس کو معافی دیتے ہیں اس کے تمام گواہ اور دستاویزات اور اس کے جرائم کا تمام ریکارڈ ختم کردیتے ہیں۔ دیکھو اللہ تعالیٰ کیسے کریم ہیں، ان کے کرم کے مقابلے میں دنیا کے سلاطین کہاں سے کرم لائیں گے۔

---

[۲۴] کنز العمال: ۲۰۹/۴ (۱۰۱۷۹)، باب فضل التوبۃ والترغیب فیہا، مؤسسۃ الرسالۃ

www.khanqah.org

کیاشان ہے اس کریم سلطان السلاطین کی! حضرت مولاناشاہ محمد احمد صاحب کا شعر ہے ؎

میں ان کے سوا کس پہ فدا ہوں یہ بتادے
لا مجھ کو دکھا ان کی طرح کوئی اگر ہے

اور جو لوگ گناہ چھوڑنے میں اگر مگر کررہے ہیں کہ میں اگر داڑھی رکھ لوں گا تو مگر یہ ہو جائے گا۔ مولاناشاہ محمد احمد صاحب ان کے لیے یہ شعر فرماتے ہیں ؎

مرضی تری ہر وقت جسے پیشِ نظر ہے
بس اس کی زباں پر نہ اگر ہے نہ مگر ہے

اللہ کے عاشقوں میں اگر مگر کہاں، وہ تو کہتے ہیں ؎

ہیں تبر بردار و مردانہ بزن

مولانارومی فرماتے ہیں ارے بھالا اُٹھاؤ اور نفس پر مردانہ حملہ کرو، یعنی اس کے حرام تقاضوں کو کچل ڈالو، ورنہ ان ہی خباثتوں میں یہ ایک دن موت سے ہمکنار کردے گا اور مجرمانہ طور پر اللہ تعالیٰ کے یہاں حاضری کا خطرہ ہے، لہٰذا دیر مت کرو، یہ تمہارا دشمن ہے، دشمن پر چوڑیاں پہن کر زنانہ حملہ نہ کرو۔ فرماتے ہیں ؎

ہیں تبر بردار و مردانہ بزن
چُوں علی وار ایں درِ خیبر شکن

ارے جلدی تبر اُٹھاؤ اور اس پر مردانہ حملہ کرو اور نفس کے قلعۂ خیبر کو مردانہ ہمت کے ساتھ حملہ کرکے ختم کردو، لیکن یہ ہمتیں کہاں سے ملیں گی؟

گناہ چھوڑنے کی ہمت کیسے عطا ہوتی ہے، اس کے تین نسخے کمالاتِ اشرفیہ میں حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمائے ہیں۔ جو لوگ یہ چاہتے ہیں کہ ہم گناہ چھوڑدیں وہ تین کام کریں:۱) پہلے خود ہمت کریں۔ ۲) اللہ تعالیٰ سے عطائے ہمت کی دُعا مانگیں۔ ۳) خاصانِ خدا سے دُعا کی درخواست کریں۔

ان شاء اللہ گناہ کی عادت چھوٹ جائے گی۔ اللہ تعالیٰ نے جو سرکاری مضمون معافی

کانازل فرمایا کہ ہم سے اس طرح مانگو۔ اب اس کا ترجمہ مع تفسیر کرتا ہوں۔

وَاعْفُ عَنَّا کا ترجمہ علامہ آلوسی نے کیا ہے اُمْحُ اٰثَارَ ذُنُوْبِنَا یعنی ہمارے گناہوں کے آثار ونشانات اور گواہوں کو مٹادیجیے اور وَاغْفِرْ لَنَا کے معنیٰ ہیں بِسَتْرِ الْقَبِیْحِ وَاِظْهَارِ الْجَمِیْلِ ہماری بُرائیوں پر ستّاری کا پردہ ڈال دیجیے اور ہماری نیکیوں کو خلق پر ظاہر فرمادیجیے۔[۲۵] اور وَارْحَمْنَا کے کیا معنیٰ ہیں۔ جب معافی ہوگئی اور مغفرت ہوگئی، اب سکھارہے ہیں کہ جب ہم نے تم کو معاف کردیا اور تمہاری خطائیں بخش دیں تو اب ہم سے رحمت کی درخواست کرو، جس طرح جب بیٹے نے معافی مانگ کر ابّا کو خوش کرلیا تو ابّا سے اپنا جیب خرچ جاری کرالیتا ہے، تو اللہ تعالیٰ سکھارہے ہیں کہ تم بھی اپنے ربّا سے اپنا جیب خرچ جاری کرالو اور کہو وَارْحَمْنَا اے ہمارے ربّا! ہم پر رحمت نازل فرمایئے۔ اب سوال یہ ہے کہ رحمت کیا چیز ہے؟ حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے رحمت کی چار تفسیریں کی ہیں، لہٰذا جب عفو ومغفرت کے بعد رحمت مانگے تو اس میں چار نیت کرلے۔

۱) توفیقِ طاعت:

کیوں کہ گناہوں سے توفیقِ طاعت چھن جاتی ہے۔ حکیم الامت فرماتے ہیں کہ جو لوگ بدنگاہی کرتے ہیں پھر اس کے بعد وہ تلاوت کریں، ان کو تلاوت میں مزہ نہیں آئے گا، جب تک توبہ نہ کریں۔ گناہوں سے حلاوتِ عبادت بھی چھن جاتی ہے۔ لہٰذا وَارْحَمْنَا جب کہو تو نیت کرلو کہ اے ہمارے رب! توفیقِ طاعت کو جاری کردیجیے۔ توفیقِ طاعت کے بعد رحمت کی دوسری تفسیر حکیم الامت نے فرمائی:

۲) فراخیٔ معیشت:

گناہوں سے رزق میں تنگی آجاتی ہے اور برکت نہیں رہتی، اور برکت کی تعریف امام راغب اصفہانی نے ”مفرداتُ القرآن“ میں کی ہے فیضان خیراتِ الٰہیہ یعنی اللہ تعالیٰ کی خیرات کی بارش، اگر یہ رک گئی تو ایک لاکھ کماتے رہو، کچھ برکت نہیں ہوگی۔ اور رحمت کی تیسری تفسیر ہے:

---

۲۵ روح المعانی: ۳/۱۷، دار احیاء التراث، بیروت

www.khanqah.org

۳) بے حساب مغفرت۔
اور چوتھی تفسیر ہے:
۴) دخولِ جنت:

لہٰذا وَارْحَمْنَا کے معنیٰ ہوئے کہ اے ہمارے رب! ہمیں پھر سے توفیق طاعت جاری فرمادیجیے، فراخیٔ معیشت عطا فرمادیجیے، ہماری بے حساب مغفرت فرمادیجیے اور دخولِ جنت نصیب فرمادیجیے۔

اور بھائی الیاس صاحب نے مجھ سے پوچھا کہ کوئی ایسا بھی نسخہ ہے کہ بے حساب مغفرت ہوجائے، جیسے کسٹم کے وقت جس کا کسٹم لینا نہیں ہوتا تو اس کے سامان پر چاک لگادیا جاتا ہے، پھر سامان کھول کر دیکھتے بھی نہیں کہ اس میں کیا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ ہاں! ایک نسخہ ایسا بھی ہے کہ قیامت کے دن ہمارے کچے چٹھے نہ کھولے جائیں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دُعا سکھائی اَللّٰھُمَّ حَاسِبْنِیْ حِسَابًا یَّسِیْرًا[۲۶] اے خدا! ہمارا آسان حساب لیجیے۔

مائی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے سوال کیا کہ یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! آسان حساب کے کیا معنیٰ ہیں؟

اب الفاظِ نبوت کی شرح الفاظِ نبوت سے سنیے۔ یعنی اپنے کلام کی شرح خود سرورِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمادی کہ آسان حساب اس کو کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے نامۂ اعمال پر ایک نظر ڈالیں اور پھر کچھ نہ پوچھیں اور فرمائیں جاؤ جنت میں۔ یہ ہے آسان حساب اَللّٰھُمَّ حَاسِبْنِیْ حِسَابًا یَّسِیْرًا۔

اور وَارْحَمْنَا کی تفسیر علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ کی ہے:

تَفَضَّلْ عَلَیْنَا بِفُنُوْنِ الْاٰلَاءِ مَعَ اسْتِحْقَاقِنَا بِاَفَانِیْنِ الْعِقَابِ[۲۷]

اے اللہ! اب ہم پر طرح طرح کی نعمتوں سے مہربانی فرمایئے،
اگرچہ ہم تو طرح طرح کی سزاؤں کے مستحق ہیں۔

---

۲۶ کنزالعمال:۲/۲۱۲(۳۸۱۴)، فصل فی جوامع الادعیة، مؤسسة الرسالة
۲۷ روح المعانی:۱۱/۴۲، ذکر تفسیرہ فی سورة التوبة:۱۱۷، دار احیاء التراث، بیروت

www.khanqah.org

اب اہل علم حضرات ذرا غور کریں۔ دیکھیے وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا میں ضمیر مستتر استعمال ہوئی تھی، اب جب معافی ہوگئی، مغفرت ہوگئی اور رحمت کی بارش ہو رہی ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم لوگ جو اپنی نحوستِ معاصی کی وجہ سے حالتِ استتار میں تھے، اب ضمیرِ مستترمت استعمال کرو، کیوں کہ تمہاری معافی، مغفرت اور نزولِ رحمت کے بعد اب تمہارے حجابات اُٹھ چکے، گناہوں کے پردے ختم ہوگئے۔

پردے اُٹھے ہوئے بھی ہیں ان کی ادھر نظر بھی ہے
بڑھ کے مقدر آزما سر بھی ہے سنگِ در بھی ہے

لہٰذا اب ہم سے براہِ راست باتیں کرو، اب ضمیرِ بارز استعمال کرو اور کہو اَنْتَ مَوْلٰنَا آپ ہمارے مولیٰ ہیں۔ اَنْتَ جب ہی استعمال ہوتا ہے جب کوئی سامنے ہوتا ہے، اب ہم تمہارے سامنے ہیں لہٰذا اب اَنْتَ مَوْلٰنَا، اَنْتَ مَوْلٰنَا کہے جاؤ اور ہماری حضوری کا لطف لیے جاؤ۔ علامہ آلوسی نے اَنْتَ مَوْلٰنَا کی تین تفسیریں کی ہیں:

اَنْتَ سَیِّدُنَا وَمَالِکُنَا وَمُتَوَلِّیْ اُمُوْرِنَا

آپ ہمارے آقا ہیں، مالک ہیں اور ہمارے اُمور کے متولی ہیں۔

آج کیوں کہ اسی مضمون کی ضرورت تھی اس لیے عرض کردیا۔ اب دو تین چیزیں اور مانگنی ہیں۔ وہ دو تین منٹ میں مختصر بیان کرتا ہوں۔ محدثین نے لکھا ہے کہ تین لفظ ایسے ہیں جن کا کوئی بدل اہل عرب کے کلام میں نہیں ہے: ۱) نصیحت ۲) فلاح ۳) عافیت۔

مشکوٰۃ کی روایت ہے اَلدِّیْنُ النَّصِیْحَۃُ[۲۸] دین نام نصیحت کا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی جتنی مخلوق ہے، سب کی خیر خواہی کا جذبہ پیدا ہوجائے، ساری مخلوقِ خدا پر رحمت کی درخواست ہوجائے کہ اے اللہ! اہل کفر کو اہل ایمان بنادے اور اہل ایمان کو اہل تقویٰ کردے، اہل بلا کو اہل عافیت کردے، اہل مرض کو اہل صحت کردے اور چیونٹیوں پر بھی رحم کردے اور سمندر کی مچھلیوں پر بھی رحم کردے۔ حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

۲۸؎ مشکوٰۃ المصابیح: ۴۲۳، باب الشفقۃ والرحمۃ، المکتبۃ القدیمیۃ

www.khanqah.org

فرماتے ہیں کہ میں ایک زمانے میں ساری مخلوق کے لیے دُعا کیا کرتا تھا۔

محدثین نے لکھا ہے کہ نصیحت کہتے ہیں جمیع خلائق کی خیر خواہی کو اللہ تعالیٰ کی نسبت سے۔ بس یہ نسبت قائم ہو جائے کہ یہ میرے اللہ کے بندے ہیں اور اس نسبت کی وجہ سے ان کی خیر خواہی کرنا اور ان سے محبت کرنا، اسی کا نام نصیحت ہے۔ جب یہ نسبت قائم ہو جاتی ہے تو قلب میں ہر مؤمن کا اکرام رہتا ہے۔ حکیم الامت فرماتے ہیں کہ نسبت مع اللہ کا سب سے بڑا ظہور اللہ کے بندوں کے ساتھ برتاؤ سے ہوتا ہے۔ اسی سے پتا چلتا ہے کہ یہ شخص صاحبِ نسبت ہے یا نہیں۔ جو صاحبِ نسبت ہو جاتا ہے اس کے قلب میں ہر مؤمن کا اکرام پیدا ہو جاتا ہے اور اپنے کو سب سے حقیر سمجھتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوق کی خیر چاہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی مخلوق کا خیر خواہ بنادے۔

اور فلاح کے کیا معنیٰ ہیں؟ لغتِ عرب میں ایسا جامع کوئی لفظ نہیں ہے اور فلاح کے وعدے قرآن پاک میں جگہ جگہ آئے ہیں، جن میں ایک ذکر اللہ بھی ہے:

وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۱۰﴾ [۲۹]

صاحبِ جلالین نے تُفْلِحُوْنَ کے معنیٰ لکھے ہیں اَیْ تَفُوْزُوْنَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ [۳۰] یعنی تم دنیا و آخرت میں کامیاب ہو جاؤ گے۔ کہتے ہیں کہ فلاح کے معنیٰ ہیں جَمِیْعُ خَیْرِ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ۔

دنیا و دین کی ساری بھلائیاں اس کو مل جاتی ہیں جس کو اللہ نے فلاح عطا کر دی اور یہ موقوف ہے ذکر اللہ پر، اور ذکر اللہ کا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی کسی نافرمانی میں مبتلا نہ ہو، سب سے بڑا ذکر یہ ہے۔

دیکھیے ایک شخص مرغ کا سوپ پیتا ہے، وٹامن کھاتا ہے، طاقت کے خمیرے کھاتا ہے، لیکن زہر سے باز نہیں رہتا تو بتائیے! مرغ کا سوپ اور وٹامن اور طاقت کے خمیرے اسے کچھ نفع دیں گے؟

---

۲۹ الجمعة:۱۰

۳۰ جلالین:۲۸

معلوم ہوا کہ جس طرح طاقت کے ٹانک اور خمیروں کے ساتھ زہر سے بچنا ضروری ہے، اسی طرح ذکر و نوافل وطاعات کا نفع بھی موقوف ہے معاصی سے بچنے پر۔ اس لیے مفسرین لکھتے ہیں کہ اللہ کے احکامات کو بجالانا اور اللہ کی نافرمانیوں کو چھوڑ دینا، یہ سب ذکر اللہ میں شامل ہے۔ دیکھیے محبوب کے دو حق ہوتے ہیں، ایک تو یہ کہ محبوب نے جس کام کا حکم دیا ہے وہ کرلو، دوسرے یہ کہ وہ کس کس بات سے ناراض ہوتا ہے، ان باتوں کے قریب بھی نہ جاؤ۔ جس کو یہ فکر نہیں، اس کی محبت کامل نہیں۔ بس اسی سے سمجھ لیں کہ جو شخص محبوبِ حقیقی حق تعالیٰ شانہٗ کو راضی کرنے والے اعمال تو کرتا ہے، لیکن ناراض کرنے والے اعمال سے نہیں بچتا یعنی ان کی ناراضگی سے بچنے کی فکر نہیں کرتا، اس کو ابھی حق تعالیٰ کی محبتِ کاملہ حاصل نہیں۔

اور عافیت کیا ہے؟ ہم رات دن عافیت کی درخواست کرتے ہیں لیکن یہ نہیں جانتے کہ عافیت ہے کیا چیز۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے ابو بکر صدیق! تم اللہ تعالیٰ سے عفو اور عافیت مانگا کرو اور فرمایا:

فَاِنَّ اَحَدًا لَمْ یُعْطَ بَعْدَ الْیَقِیْنِ خَیْرًا مِّنَ الْعَافِیَةِ[۳۱]

یعنی کسی شخص کو ایمان کے بعد عافیت سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں دی گئی۔

پس ایمان کے بعد اگر سب سے بڑی دولت کوئی ہے تو عافیت ہے۔ لہٰذا اتنی بڑی دولت کی شرح تو معلوم کرنی چاہیے کہ کیا ہے۔ عام آدمی تو سمجھتا ہے کہ عافیت کے معنیٰ ہیں ایئر کنڈیشنڈ کمرے اور سامانِ عیش اور ماکولات و مشروبات کی فراوانی اور بس۔ لیکن عافیت کی حقیقت کیا ہے؟ ملّا علی قاری مشکوٰۃ کی شرح مرقاۃ میں لکھتے ہیں کہ عافیت کے معنیٰ ہیں اَلسَّلَامَةُ فِی الدِّیْنِ مِنَ الْفِتْنَةِ عافیت اس کو حاصل ہے جس کا دین فتنوں سے محفوظ ہو یعنی اللہ کے غضب اور ناراضگی کے اعمال سے محفوظ ہو۔ اور عافیت کا دوسرا جز کیا ہے؟ وہ بھی سنیے! کیوں کہ اس کے بغیر عافیت نامکمل ہے۔ وَالسَّلَامَةُ فِی الْبَدَنِ مِنْ سَیِّئِ الْاَسْقَامِ وَالْمِحْنَةِ[۳۲] یعنی دین بھی فتنہ و نافرمانی اور ضرر سے محفوظ ہو اور جسم بھی بُری بُری بیماریوں سے محفوظ رہے اور

۳۱؎ جامع الترمذی:۱۹۶/۲، باب من ابواب جامع الدعوات، ایچ ایم سعید

۳۲؎ مرقاۃ المفاتیح:۲۴۵/۵، باب جامع الدعاء، المکتبۃ الامدادیۃ، ملتان

www.khanqah.org

مشقتِ شدیدہ سے مامون ہو، مشقتِ شدیدہ سے بھی پناہ آئی ہے، بس اس کا نام ہے عافیت۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَۃَ کے بعد وَالْمُعَافَاۃَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ ہے تو مُعَافَاۃَ کے کیا معنیٰ ہیں؟

ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ مُعَافَاۃَ یہ ہے کہ اَنْ یُّعَافِیَكَ اللّٰهُ مِنَ النَّاسِ یعنی اللہ تعالیٰ تم کو لوگوں کے ظلم سے محفوظ رکھے وَاَنْ یُّعَافِیَهُمْ مِنْكَ[۳۳] اور تمہارے ظلم سے لوگوں کو محفوظ رکھے۔ دونوں طرف سے عافیت ہونی چاہیے۔ یہ نہیں کہ ہم تو بزرگ ہوگئے، ہم لوگوں کو ستاتے رہیں اور ہم مستثنیٰ ہیں، کوئی ہمیں نہ ستائے۔ ہم میں سے ہر ایک کو احساس رہنا چاہیے کہ ہماری ذات سے دوسرے کو ایذا اور تکلیف نہ پہنچے۔

دوستو، عزیزو اور میرے بزرگو! عافیت کی نعمت ایسی نعمت ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جو افضل الصحابہ ہیں، جن کی چار پشت صحابی تھی، یعنی ان کے والد ابو قحافہ صحابی، حضرت صدیق اکبر صحابی، ان کے بیٹے عبد الرحمٰن ابن ابی بکر صحابی اور ان کے بیٹے صحابی۔ یہ شرف کسی اور صحابی کو حاصل نہیں۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایسا یارِ غار کوئی نہیں تھا کہ جوانی سے دونوں میں دوستی تھی۔ تاریخ میں ہے کہ سولہ سال کی عمر صدیق اکبر کی تھی اور اٹھارہ سال کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم تھے، اس وقت سے ایک نبی اور ایک صدیق کی دوستی تھی۔ ایسے جلیل القدر اور پیارے صحابی سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے صدیق! تم اللہ تعالیٰ سے عفو و عافیت مانگا کرو۔ اس سے نعمتِ عافیت کی قیمت و اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے۔

ان کا ایک واقعہ سنا کر بیان ختم کر رہا ہوں، کیوں کہ زیادہ وقت نہیں۔ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ایک خاص مقام لکھا ہے کہ جب یہ جوان تھے تو تجارت کے لیے شام تشریف لے گئے۔ وہاں ایک خواب دیکھا اور ایک راہب سے پوچھا کہ اس کی تعبیر کیا ہے؟ اس راہب نے پوچھا مَنْ اَنْتَ؟ تم کون ہو؟ فرمایا ابو بکر، پھر پوچھا مِنْ اَیِّ بَلَدٍ؟ کس شہر سے آرہے ہو؟ فرمایا مکہ شریف سے، فِیْ اِیْشٍ اَنْتَ؟ اَیْ فِیْ اَیِّ شُغْلٍ اَنْتَ؟ کہا کہ شغل کیا ہے؟ فرمایا تجارت۔ اس راہب نے کہا کہ اس

۳۳؎ مرقاۃ المفاتیح: ۲۴۵/۵، باب جامع الدعاء، المکتبۃ الامدادیۃ، ملتان

خواب کی تعبیر یہ ہے کہ تمہارے اس شہر مکہ میں اللہ تعالیٰ ایک نبی مبعوث فرمائیں گے اور ان کا نامِ مبارک محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوگا۔ وَاَنْتَ تَكُوْنُ وَزِيْرَهٗ فِيْ حَيَاتِهٖ وَخَلِيْفَتَهٗ بَعْدَ وَفَاتِهٖ اور ان پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں تم ان کے وزیر بنوگے اور ان کی وفات کے بعد تم ان کے خلیفہ بنوگے۔

لکھا ہے کہ اس خواب اور تعبیر کو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے چھپایا۔ لَمْ يُخْبِرْ اَحَدًا مِّنَ النَّاسِ کسی شخص سے نہیں بتایا، یہاں تک کہ یہ اڑتیس سال کے ہوگئے اور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم چالیس سال کے ہوگئے اور آپ کو نبوت عطا ہوگئی اور آپ نے اپنی نبوت کا اعلان فرمایا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ حاضرِ خدمت ہوئے اور پوچھا مَا الدَّلِيْلُ عَلٰى مَا تَدَّعِيْ؟ آپ جو دعوائے نبوت فرمارہے ہیں، کیا آپ کے پاس اس کی کوئی دلیل ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رُؤْيَاكَ الَّتِيْ رَأَيْتَهَا بِالشَّامِ میرے دعوائے نبوت کی دلیل تیرا وہ خواب ہے جو تونے شام میں دیکھا تھا۔ اور تونے کسی کو نہیں بتایا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے بذریعۂ جبرئیل علیہ السلام اس کی خبر دے دی۔

روایت میں ہے فَعَانَقَهٗ وَقَبَّلَ بَيْنَ عَيْنَيْهِ [۳۴] مارے خوشی کے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے معانقہ کرلیا کہ ہائے! میرا دوست اس اونچے مقام پر ہے۔ اور آپ کی دونوں آنکھوں کے درمیان پیشانی کو بوسہ دیا۔ اور یہ خوشی کا معانقہ تھا۔

بس یہ بات بیان کرنے سے رہ گئی تھی اور اسی پر ختم کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائیں اور ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائیں۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ

بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ

❁ ❁ ❁ ❁

۳۴؎ الخصائص الکبریٰ: ۲۹/۱

www.khanqah.org

اہل دنیا اور اہل اللہ کے عیش کا فرق

۹ صفر المظفر ۱۳۹۴ھ مطابق ۱۳ مارچ ۱۹۷۴ء کو حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم کا بعض احباب کی دعوت پر سفر حیدرآباد ہوا تھا، حافظ عبدالقدیر صاحب، مالک مکتبۂ اصلاح و تبلیغ کے مکان پر کچھ احباب جمع ہو گئے۔ اس وقت ارشاد فرمایا کہ

بعض لوگ ایسے ہیں کہ ان کے جسم پر دو ہزار کا لباس ہے، اور دو لاکھ کی کار میں ان کا جسم بیٹھا ہوا ہے، لیکن ان کا دل ویران ہے۔ حق تعالیٰ کے تعلق اور محبت سے بالکل خالی ہے۔ اللہ کے نزدیک ان کے دل کی کوئی قیمت نہیں ہے۔ اور بعض بندے ایسے ہیں کہ ان کے جسم پر پیوند لگے ہوئے کپڑے ہیں اور کھانے میں چٹنی روٹی ہے لیکن ان کے سینوں میں جو دل ہے وہ حق تعالیٰ کے قرب و معیت سے اس قدر قیمتی ہو گیا کہ وہ ایک دل اللہ کے نزدیک لاکھوں غافل اجسامِ انسانیہ سے زیادہ محبوب، فائق تر اور قیمتی ہے۔ اور حق تعالیٰ کے تعلق کے فیض سے چٹنی روٹی اور افلاس میں ان کے دلوں کو وہ چین نصیب ہے کہ بادشاہوں نے خواب میں بھی نہیں دیکھا۔ برعکس جو خدا سے غافل ہیں، ان کا جسم اگرچہ کار میں بیٹھا ہوا ہے، اور دو ہزار کا سوٹ زیب تن کیا ہوا ہے، اور زبان پر مرغ اور بریانی کا لقمہ ہے، لیکن دل بے چین و بے سکون ہے۔ معلوم ہوا کہ باہر کی چیزیں دل کو سکون نہیں دے سکتیں۔ اندر اگر سکون ہے تو باہر کی چیزیں کار، بنگلہ، بیوی، بچے اور عمدہ غذائیں اچھی معلوم ہوتی ہیں۔ اور اگر دل میں سکون نہیں ہے تو باہر کی چیزیں کانٹا معلوم ہوتی ہیں۔ پھر بیوی بچے بھی اچھے نہیں لگتے، کار اور بنگلہ بھی اچھا نہیں لگتا، مرغ اور کباب کا لقمہ بھی زہر معلوم ہوتا ہے۔

دل گلستاں تھا تو ہر شے سے ٹپکتی تھی بہار
دل بیاباں ہو گیا عالم بیاباں ہو گیا

اہل دنیا کے لیے دنیا عذاب اس لیے ہو گئی کیوں کہ دنیا کی محبت ان کے دل میں داخل ہو گئی، ورنہ اہل اللہ کے پاس اگر دنیا آتی بھی ہے تو وہ دنیا کو دل سے باہر رکھتے ہیں، ان کے دل میں صرف اللہ ہوتا ہے اور ہر وقت حق تعالیٰ کے قربِ خاص، تعلق خاص و معیتِ خاصہ سے

مشرف ہوتا ہے۔ ایسے دل کو اگر پوری دنیا کی سلطنت وبادشاہت بھی مل جائے اور وہ پوری کائنات پر سلطنت وحکمرانی کرے لیکن کائنات اس کے سامنے بے قدر، محکوم اور مغلوب ہوتی ہے۔ کیوں کہ سورج کا ہم نشین ستاروں سے کب مرعوب ہو سکتا ہے۔ جس کو اللہ تعالیٰ کی ہم نشینی ومجالست یعنی اللہ تعالیٰ کی یاد کی توفیق اور ان کی محبت کی لذت وحلاوت نصیب ہوگئی، ساری کائنات کی لذتیں اس کے سامنے ہیچ وبے قیمت ہوجاتی ہیں۔

چوں سلطانِ عزت علم بر کشد
جہاں سر بجیبِ عدم در کشد

وہ سلطانِ حقیقی جس دل پر اپنی معیتِ خاصہ کا انکشاف فرمادیتا ہے، ساری کائنات مع اپنی لذتوں کے جیب عدم میں اپنا سر ڈال دیتی ہے، اس لیے وہ دل پوری کائنات اور معاشرہ کی رفتار اور گمراہی پر غالب رہتا ہے، کیوں کہ اس پر حق تعالیٰ کی محبت چھاگئی اس لیے یہ پوری کائنات اور زمانے پر چھاگیا۔

میرا کمالِ عشق بس اتنا ہے اے جگرؔ
وہ مجھ پہ چھاگئے میں زمانے پہ چھاگیا

اس لیے آدمی عین امارت وبادشاہت کی حالت میں بھی اللہ کا ولی ہو سکتا ہے۔

لوگ سمجھتے ہیں کہ اللہ والے دنیا چھڑاتے ہیں حالاں کہ اللہ والے دنیا نہیں چھڑاتے وہ تو ہمیں دونوں جہاں کی بادشاہت دینا چاہتے ہیں۔ وہ تو یہ چاہتے ہیں کہ جو ذات دونوں جہاں کی مالک ہے، اس کو راضی کرلو، تاکہ دنیا کی زندگی میں بھی وہ عیش مل جائے جس پر بادشاہ رشک کریں اور جنت کی دائمی سلطنت بھی مل جائے۔

جو شخص دونوں جہاں کے مالک کو راضی کرلیتا ہے تو وہ مالکِ دوجہاں بھی اس کی زندگی کو عیش اور سکون والی زندگی بنادیتا ہے اور کیوں کہ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کا کوئی کفو نہیں ہے وَلَمۡ یَکُنۡ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ[۳۵] کوئی ان کی ہمسری اور برابری کرنے والا نہیں ہے، اس لیے ان کے نامِ پاک کی لذت کا بھی کوئی کفو اور کوئی بدل نہیں ہے حتیٰ کہ جنت کی

۳۵؎ الاخلاص:۴

نعمتیں بھی اللہ کے نام کی لذت کی برابری وہمسری نہیں کرسکتیں۔

یہی وجہ ہے کہ اللہ والے دنیا کے عوض نہیں بکتے، کیوں کہ ان کے دل اس عیش سے مشرف ہیں جس کا دونوں جہاں میں کوئی کفو، بدل اور ہمسر نہیں ہے۔ برعکس اہل دنیا جو مٹی اور پانی کی چیزوں سے لذت و عیش درآمد کررہے ہیں، ان کا جرعۂ عیش بھی نحوستِ معاصی کی وجہ سے زہر اور تلخ ہوجاتا ہے ؎

دشمنوں کو عیش آب و گِل دیا
دوستوں کو اپنا دردِ دل دیا
ان کو ساحل پر بھی طغیانی ملی
مجھ کو طوفانوں میں بھی ساحل دیا

(آخر کے یہ دو شعر تقریباً بارہ سال بعد ۲۱ ربیع الثانی ۱۴۰۶؁ھ مطابق ۳ جنوری ۱۹۸۶؁ء بروز جمعۃ المبارک، بعد نمازِ عصر ریل میں حیدرآباد سندھ کے دینی سفر کے دوران ارشاد فرمائے، لیکن چوں کہ مندرجہ بالا مضمون کے مناسب تھے، اس لیے لکھ دیے گئے۔ جامع)

اس رسالے کو ابتدا تا انتہا حرفاً حرفاً احقر نے پڑھ لیا ہے۔

محمد اختر عفا اللہ عنہ

۲۶ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۱؁ھ

❁ ❁ ❁ ❁

نقشِ قدم نبی ﷺ کے ہیں جنت کے راستے
اللہ ﷻ سے ملاتے ہیں سنت کے راستے

www.khanqah.org

ارشادات

حضرت حکیم الامت مجدّد الملت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی نور اللہ مرقدہٗ

بد نگاہی کے نقصانات

فرمایا کہ بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ کسی نامحرم کو دیکھنے کا زیادہ تقاضا قلب میں ہو، اس کو ہم ایک دفعہ جی بھر کر دیکھ لیں تو تسکین ہو جائے گی، یہ محض غلط ہے، وہ تسکین عارضی ہے۔ اس دیکھنے سے جوش کم نہیں ہوتا بلکہ دل کی گہرائی میں اُتر جاتا ہے اس لیے محسوس نہیں ہوتا، اور تسکین کا جو شبہ ہوتا ہے تو قصداً اس کا تصور کرکے مزہ لینا زہرِ قاتل، رہزنِ دین ہے۔ حدیث شریف میں ہے اَلنَّظْرُ سَهْمٌ مِّنْ سِهَامِ اِبْلِيْسَ نظر ابلیس کے تیروں میں سے ایک تیر ہے۔

توبہ کا کمال

فرمایا کہ اگر ساری زمین گناہوں سے بھر جاوے تو توبہ سب کو مٹا دیتی ہے۔ دیکھیے بارُود ذرا سی ہوتی ہے مگر بڑے بڑے پہاڑوں کو اڑا دیتی ہے۔

صحبتِ اولیاء

فرمایا کہ جو شخص بخشش کا طالب ہو اولیاء کرام کی صحبت میں بیٹھے، تمہارے اعمال میں ان کی صحبت سے برکت ہوگی۔ اہل اللہ کے دل روشن ہیں، پاس رہنے سے دل میں نور آتا ہے، جب نور آتا ہے ظلمت و تاریکی بھاگ جاتی ہے، شبہ جاتا رہتا ہے، ان کا دیکھ لینا ہی کافی ہو جاتا ہے۔

اتباعِ سنّت سے محبوبیت کا راز

فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں خاص برکت کا راز یہ ہے کہ جو شخص آپ کی ہیئت (وضع) بناتا ہے اس پر اللہ تعالیٰ کو محبت اور پیار آتا ہے کہ یہ میرے محبوب کا ہم شکل ہے۔ پس یہ وصول کا سب سے اقرب طریق ہے (اللہ تک پہنچنے کا سب سے قریب راستہ ہے۔)

(کمالاتِ اشرفیہ)

www.khanqah.org

اس وعظ سے کامل نفع حاصل کرنے کے لیے یہ دستور العمل کیمیا اثر رکھتا ہے

دستور العمل

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

وہ دستور العمل جو دل پر سے پردے اٹھاتا ہے، جس کے چند اجزاء ہیں، ایک تو کتابیں دیکھنا یا سننا۔ دوسرے مسائل دریافت کرتے رہنا۔ تیسرے اہل اللہ کے پاس آنا جانا اور اگر ان کی خدمت میں آمد و رفت نہ ہو سکے تو بجائے ان کی صحبت کے ایسے بزرگوں کی حکایات و ملفوظات ہی کا مطالعہ کر و یا سن لیا کرو اور اگر تھوڑی دیر ذکر اللہ بھی کر لیا کرو تو یہ اصلاحِ قلب میں بہت ہی معین ہے اور اسی ذکر کے وقت میں سے کچھ وقت محاسبہ کے لیے نکال لو جس میں اپنے نفس سے اس طرح باتیں کرو کہ

"اے نفس! ایک دن دنیا سے جانا ہے۔ موت بھی آنے والی ہے۔ اُس وقت یہ سب مال و دولت یہیں رہ جائے گا۔ بیوی بچے سب تجھے چھوڑ دیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ سے واسطہ پڑے گا۔ اگر تیرے پاس نیک اعمال زیادہ ہوئے تو بخشا جائے گا اور گناہ زیادہ ہوئے تو جہنم کا عذاب بھگتنا پڑے گا جو برداشت کے قابل نہیں ہے۔ اس لیے تو اپنے انجام کو سوچ اور آخرت کے لیے کچھ سامان کر۔ عمر بڑی قیمتی دولت ہے۔ اس کو فضول رائیگاں مت برباد کر۔ مرنے کے بعد تو اس کی تمنا کرے گا کہ کاش! میں کچھ نیک عمل کر لوں جس سے مغفرت ہو جائے، مگر اس وقت تجھے یہ حسرت مفید نہ ہو گی۔ پس زندگی کو غنیمت سمجھ کر اس وقت اپنی مغفرت کا سامان کر لے۔"

❁❁❁❁

www.khanqah.org

اصلاح کا آسان نسخہ

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

دو رکعت نفل نماز توبہ کی نیت سے پڑھ کر یہ دعا مانگو کہ

اے اللہ! میں آپ کا سخت نافرمان بندہ ہوں۔ میں فرماں برداری کا ارادہ کرتا ہوں مگر میرے ارادے سے کچھ نہیں ہوتا اور آپ کے ارادے سے سب کچھ ہو سکتا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ میری اصلاح ہو مگر ہمت نہیں ہوتی۔ آپ ہی کے اختیار میں ہے میری اصلاح۔ اے اللہ! میں سخت نالائق ہوں، سخت خبیث ہوں، سخت گناہ گار ہوں، میں تو عاجز ہو رہا ہوں، آپ ہی میری مدد فرمائیے۔ میرا قلب ضعیف ہے۔ گناہوں سے بچنے کی قوت نہیں ہے، آپ ہی قوت دیجیے۔ میرے پاس کوئی سامانِ نجات نہیں، آپ ہی غیب سے میری نجات کا سامان پیدا کر دیجیے۔ اے اللہ! جو گناہ میں نے اب تک کیے ہیں، انہیں آپ اپنی رحمت سے معاف فرمائیے۔ گو میں یہ نہیں کہتا کہ آیندہ ان گناہوں کو نہ کروں گا، میں جانتا ہوں کہ آیندہ پھر کروں گا، لیکن پھر معاف کرالوں گا۔

غرض اسی طرح سے روزانہ اپنے گناہوں کی معافی اور عجز کا اقرار، اپنی اصلاح کی دعا اور اپنی نالائقی کو خوب اپنی زبان سے کہہ لیا کرو۔ صرف دس منٹ روزانہ یہ کام کر لیا کرو۔ لو بھائی دوا بھی مت پیو، بدپرہیزی بھی مت چھوڑو۔ صرف اس تھوڑے سے نمک کا استعمال سوتے وقت کر لیا کرو۔ آپ دیکھیں گے کہ کچھ دن بعد غیب سے ایسا ہو جائے گا کہ ہمت بھی قوی ہو جائے گی، شان میں بٹّہ بھی نہ لگے گا اور دشواریاں بھی پیش نہ آئیں گی۔ غرض غیب سے ایسا سامان ہو جائے گا کہ جو آپ کے ذہن میں بھی نہیں ہے۔

❁❁❁❁

www.khanqah.org

انسان بعض اوقات اپنی بشری کمزوری کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا ارتکاب کر بیٹھتا ہے جس کے باعث بعض لوگ یہ سمجھنے لگتے ہیں کہ ہمارا یہ گناہ کیسے معاف ہوگا، گویا معاذ اللہ اپنے گناہوں کو اللہ کی رحمت سے بڑا سمجھنے لگتے ہیں، یوں شیطان کو اللہ کی لامحدود رحمت سے مایوس کرنے کا موقع مل جاتا ہے۔ اس وعظ میں حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ نے نہایت صراحت کے ساتھ قرآن اور حدیث کی روشنی میں واضح فرمایا ہے کہ اللہ والوں سے تعلق کی برکت سے گناہوں سے توبہ کی توفیق نصیب ہوجاتی ہے، گناہوں سے توبہ کرنے والا ایسا ہوجاتا ہے جیسے اس نے گناہ کیے ہی نہ ہوں پھر تائب ہوکر اللہ کا محبوب ہوجاتا ہے۔ شریعت کے مطابق گناہوں سے معافی اور تلافی کے طریقے کو سمجھنے کے لیے اس وعظ کا مطالعہ از حد مفید ہے۔

زیرِ نظر وعظ ان تین مواعظ میں سے ایک ہے جن کے متعلق عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے تھے کہ جو میرے تین مواعظ پڑھ لے گا ان شاء اللہ اسے اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل ہوجائے گی۔ وہ تین مواعظ یہ ہیں: ۱) استغفار کے ثمرات، ۲) فضائلِ توبہ، ۳) تعلق مع اللہ۔

www.khanqah.org

ناشر

کتب خانہ مظہری

AW-002